سُورَةُ الاِنفِطَار

عربی متن — با محاورہ اُردو ترجمہ و تفسیر

اِفادات

الحافِظ علامہ نُورالدین

مدیر

عَبدالمنان عُمر – امتہ الرحمٰن عُمر

سُورَةُ الاِنفِطَار - ﴿۸۲﴾ - مَكِّيَّةٌ

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

اللہ کا نام لے کر جو بے حد رحمت والا، بار بار رحم کرنے والا ہے

(میں سورۃ الاِنفِطَار پڑھنا شروع کرتا ہوں)

إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ﴿١﴾

۱۔جب آسمان پھٹ جائے گا،

وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ﴿٢﴾

۲۔اور جب بڑے بڑے ستارے بکھر جائیں گے۔

وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ﴿٣﴾

۳۔اور جب دریا وسیع طور پر پھاڑے اور بہائے جائیں گے،

وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ﴿٤﴾

۴۔اور جب قبریں کھودی جائیں گی،

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ﴿٥﴾

۵۔تب ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون سے نہ کرنے کے کام تھے جن کا ارتکاب اس نے کرلیا اور جو کرنے کے تھے انہیں سرانجام دینے سے وہ رکا رہا۔

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴿٦﴾

۶۔اے انسان ! تمہیں اپنے کرم کرنیوالے رب کے متعلق کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا ہے۔

الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ﴿۷﴾	۷۔وہ (رب) جس نے تمہیں پیدا کیا، تمہیں حکمت سے بنایا، تمہیں مناسب قوتیں دیں،
فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ ﴿۸﴾	۸۔اور جس صورت میں چاہا تمہیں ڈھالا۔
كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ ﴿۹﴾	۹۔(جس طرح تم نے سمجھا ہے یقیناً ایسا) ہر گز نہیں بلکہ تم جزاو سزا کو جھٹلاتے ہو۔
وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ﴿۱۰﴾	۱۰۔حالانکہ تم پر یقیناً محافظ (مقرر) ہیں۔
كِرَامًا كَاتِبِينَ ﴿۱۱﴾	۱۱۔(کِراماً کاتبین:) معزز لکھنے والے (ملائکہ)۔
يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ﴿۱۲﴾	۱۲۔وہ تمہارے افعال کو جانتے ہیں۔
إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿۱۳﴾	۱۳۔نیک لوگ یقیناً آرام میں ہوں گے،
وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ﴿۱۴﴾	۱۴۔اور بدکار یقیناً دوزخ میں جائیں گے،
يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ﴿۱۵﴾	۱۵۔جزاو سزا کے دن اس میں جھونکے جائیں گے۔
وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ ﴿۱۶﴾	۱۶۔اور وہ (بچ کر) اس سے ہر گز غائب ہونے نہیں پائیں گے۔
وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿۱۷﴾	۱۷۔کونسی بات تمہیں آگاہ کر سکتی تھی کہ جزاو سزا کا دن کیا ہے۔
ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿۱۸﴾	۱۸۔پھر (ہم کہتے ہیں کہ) کونسی بات تمہیں آگاہ کر سکتی تھی کہ جزاو سزا کا دن کیا ہے۔

يَوۡمَ لَا تَمۡلِكُ نَفۡسٌ لِّنَفۡسٍ شَيۡـًٔا وَالۡأَمۡرُ يَوۡمَئِذٍ لِّلَّهِ﴿۱۹﴾

۱۹۔اس دن کوئی شخص کسی شخص کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گا اور ہر قسم کا فیصلہ اس دن بالکل اللہ کے اختیار میں ہوگا۔

خلاصہ مضمون: یہ سورۃ گزشتہ سورۃ کا تتمہ ہے اور بعض اہم حصوں پر زور دینے کے لیے اسے علیحدہ سورۃ کا نام دیا گیا ہے۔اس میں روزِ جزا کے بر حق ہونے پر زور دیا گیا ہے اور قیامت میں ہونے والے واقعات کا نقشہ دکھایا ہے اور ہم ان پر اسی رنگ میں ایمان رکھتے ہیں جس طرح قرآن و حدیث میں وہ بیان ہوئے ہیں۔ لیکن قرآن مجید ذوالمعارف ہے۔اس کے عجائبات لاانتہا ہیں۔اس کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی،اس لیے قیامت کے مضمون کو قائم رکھتے ہوئے اگر اس کے دیگر عجائبات بیان کیے جائیں جیسے پیچھے حضرت شاہ عبدالعزیز قدس اللہ سرہ کے بیان فرمودہ بعض مطالب کا ذکر کیا گیا ہے تو اس سے یہ سمجھنا کمال نادانی ہوگی کہ واقعات متعلقہ قیامت کا انکار کیا جاتا ہے۔اس سورۃ میں آخری زمانہ کی پیشگوئی بھی ہے۔ان سورتوں میں جو قیامت کے متعلق واقعات بیان ہوئے ہیں دراصل ان میں قرب قیامت اور آخری زمانے کے نشانات بھی ہیں۔ جس زمانہ میں عیسائی مذہب خصوصیت کے ساتھ بہت پھیل چکا ہوگا۔اور یہ بھی بتایا ہے کہ آسمانی بارش اور وحی الٰہی سے انسان کے قویٰ نشوونما پاتے ہیں۔

إِذَا السَّمَاءُ انفَطَرَتْ ﴿۱﴾

ا۔جب آسمان پھٹ جائے گا،

۱:۸۲۔السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ: قیامت کے وقت تو آسمان پھٹ ہی جائے گا لیکن اس سے پہلے آسمان کے پھٹنے سے یہ مراد ہے کہ (۱) جیسے پھٹی ہوئی چیز بیکار ہو جاتی ہے اسی طرح آسمان بھی بے کار ہو گا۔ آسمان سے فیوض نازل نہ ہوں گے اور دنیا روحانی لحاظ سے ظلمت و تاریکی سے بھر جائے گی۔ (۲) اس آیت اور اس قسم کی دوسری آیتوں پر یہ اعتراض درست نہیں کہ آسمان تو مجرد پول ہے اس کا پھٹنا کیا معنی رکھتا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید نے آسمان کو مجرد پول قرار نہیں دیا بلکہ اسے ایک لطیف وجود تسلیم کیا ہے اور کسی لطیف مادے میں عدم خرق کس نے تسلیم کیا ہے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ **سَمَآء** سے مراد قرآم کریم میں کُلُّ مَا فِی السَّمَآء بھی ہے۔ بہر حال قرآن مجید نے یہ شہادت دی ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ ہر چیز اپنے مکان اور مرکز کو چھوڑ دے گی اور تجلیات الٰہیہ اس کی جگہ لے لیں گی اور علل ناقصہ کے فنا اور انعدام کے بعد علت تامہ کاملہ کا چہرہ نمودار ہو جائے گا۔ اسی کی طرف آیت قرآنی: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ (الرحمن، ۲۷۔۲۶: ۵۵) اور ایسا ہی ایک دوسری آیت میں فرمایا: لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (المُومن، ۱۶: ۴۰)۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی قہری تجلی سے ہر ایک چیز کو معدوم کر کے اپنی وحدانیت اور یگانگت کا اظہار فرمائے گا۔ اس سورۃ کے آخر میں بھی یہی فرمایا ہے: وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ (آیت ۱۹: ۸۲)۔ غرض اللہ تعالیٰ کی قہری تجلی نمودار ہو گی اور فنا کا زبردست ہاتھ اپنا اثر دکھائے گا۔ اجرام سماوی میں ایک انقلاب واقع ہو گا۔ آج کل کے سائنسدانوں نے تسلیم کیا ہے کہ زمین سکڑتی جاتی ہے اور سمندر اپنے کناروں سے بڑھتے چلے آتے ہیں۔ یہ آثار ان آیات کے مضامین کی صداقت کی دلیل ہیں۔ انْفَطَرَتْ کو دوسری جگہ انْشَقَّتِ فرمایا ہے (الرحمن، ۳۷:

۵۵)۔(۳) بڑی بھاری مصیبت کے وقت کو بھی قیامت کہتے ہیں۔ آسمان پھٹ پڑا۔(۴)ابنیت مسیح کے عقیدے کی اشاعت کو بھی قرآن مجید نے آسمان کے پھٹنے سے تشبیہ دی ہے: (تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْہُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا۔ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا (مریم، ۹۱۔۹۰ :۱۹) گویا مسیحیت پھیل جائے گی۔ پھر مجازی رنگ میں آسمان کا پھٹنا یہ بھی ہے کہ اسلام کی تائید میں آسمان سے امداد کی بارش ہونے لگے گی۔

وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿۲﴾

۲۔اور جب بڑے بڑے ستارے بکھر جائیں گے۔

۸۲:۲۔الْكَوَاكِبُ: ستاروں کے انتشار سے ظاہری معنوں کے علاوہ بڑے بڑے اہل اللہ کا انتقال بھی مراد ہے۔ ستاروں کے پھیلنے سے یہ مراد بھی ہے کہ اسلام کے علمبردار اور مبلغ اقطاف عالم میں پھیل جائیں گے۔

وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿۳﴾

۳۔اور جب دریا وسیع طور پر پھاڑے اور بہائے جائیں گے،

۸۲:۳۔الْبِحَارُ بعض لغات میں لکھا ہے کہ بحر صرف کھارے سمندر ہی کو کہتے ہیں، مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ قرآن مجید میں دوسری جگہ فرمایاہے: وَ مَا يَسْتَوِى الْبَحْرٰنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ (فاطر، ۱۲: ۳۵) یہاں میٹھے پانی کے بحر کا ذکر ہے۔ بحار کے پھاڑ دینے اور بہادینے سے مراد ہے دریاؤں سے نہریں چیر کر نکالنا، ان کے دہانے کھولنا، سمندروں کو ملانا، جیسے نہر پانامہ اور سویز کے ذریعہ کیا گیا۔ پھر مجازی طور پر اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ اس زمانہ میں علوم کے دریا بہہ پڑیں گے۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا: اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا (الرعد، ۱۷: ۱۳)۔ بڑے بڑے عالم اور راہبر اور لیڈر فسق وفجور کریں گے۔

وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ﴿٤﴾

۴۔اور جب قبریں کھودی جائیں گی،

۸۲:۴۔بُعْثِرَتْ: بَعثَرَ اور بَحثَرَ کے قریباً ایک معنی ہیں۔ان کے اصل معنی پلٹ دینے اور کریدنے کے ہیں۔اسفل کو اعلیٰ اور اعلیٰ کو اسفل کر دینا۔ عربی زبان کا محاورہ ہے کہ جب مٹی کو پلٹ دیتے ہیں تو اسے بَعثَرَ کہتے ہیں (زجاجؒ)۔اسباب کو الٹ پلٹ کرنے کو بَعثَرَ المَتَاع کہتے ہیں اور بَعثَرتُ الشَّیء کے معنی ہیں میں نے اسے نکالا اور ظاہر کر دیا۔بعثر کا لفظ دراصل بُعثَ اور اَثِیر سے مل کر بنا ہے۔اور اس میں ان دونوں کے معنی موجود ہیں۔یعنی الٹ پلٹ کیا گیا اور اٹھایا گیا۔لسان العرب میں،اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ (العادیات،۹:۱۰۰) کے معنی لکھے ہیں جو کچھ ان میں سے نکالا جائے گا۔اس سے بعث بعد الموت مراد ہے۔ آج کل مردے ایک جگہ سے اکھیڑ کر دوسری جگہ دفن کیے جاتے ہیں۔ مصر کے اہرام کی قبریں بھی کھودی گئیں۔ پس دوسرے معنی یہ ہیں کہ آخری زمانے میں پرانی قبروں کو کھولا جائے گا۔ فراءؒ نے یہاں معنی کیے ہیں کہ سونا چاندی اور جواہرات جو ان کے اندر ہیں وہ نکالے جائیں گے۔ مجازی معنی یہ بھی ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احیاء روحانی سے روحانی مردے پھر سے جی اٹھیں گے۔اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ مُردہ علوم میں جان پڑ جائے گی۔

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ﴿٥﴾

۵۔تب ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون سے نہ کرنے کے کام تھے جن کا ارتکاب اس نے کر لیا اور جو کرنے کے تھے انہیں سرانجام دینے سے وہ رکا رہا۔

۸۲:۵۔مَا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ: جو کام نہ کرنے کے تھے وہ کیے اور جو کام کرنے کے تھے وہ نہ کیے؛ ۲۔ جو کیا اور جو کچھ نہ کیا، اس سے قطع نظر کہ اچھا کیا یا بُرا کیا۔ قفّالؒ نے لکھا ہے کہ یہ علم قبل قیامت بھی حاصل ہو گا، گو اس کا کامل ظہور تو آخرت ہی سے وابستہ ہے۔

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ﴿٦﴾

۶۔اے انسان! تمہیں اپنے کرم کرنیوالے رب کے متعلق کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا ہے۔

۸۲:۶۔ مَا غَرَّكَ: اصل تقویٰ یہ ہے کہ کریم کے کرم سے ناامید بھی نہ ہو اور صرف کرم ہی کی امید پر دھوکا بھی نہ کھاؤ۔ دوسری جگہ فرمایا ہے: نَبِّیئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْم وَ اَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ (الحجر،۵۰۔۴۹:۱۵)۔نہ مایوسی ہو اور نہ بے جا جسارت۔ یہ دونوں چیزیں جہالت کی پیداوار ہیں۔ احسان کا تقاضا اطاعت ہے۔

الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ﴿٧﴾

۷۔وہ (رب) جس نے تمہیں پیدا کیا، تمہیں حکمت سے بنایا، تمہیں مناسب قوتیں دیں،

۸۲:۷۔خَلَقَكَ: خلق، تسویہ، تعدیل اور ترکیب و تناسب اعضاء، روحانیت۔ اللہ تعالیٰ کی ان چار نعمتوں ہی پر انسان غور کرے تو جزاء و سزا کے مسئلے کو سمجھنے کے لیے اسے بہت کچھ مدد مل سکتی ہے۔ تَسویہ میں اشارہ ذاتی کمال کی طرف ہے اور عدل میں تقابلی اعتدال و تناسب کی طرف۔

فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ ﴿٨﴾

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ ﴿٩﴾ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ﴿١٠﴾

۸۔اور جس صورت میں چاہا تمہیں ڈھالا۔

۹۔(جس طرح تم نے سمجھا ہے یقیناً ایسا) ہر گز نہیں بلکہ تم جزاو سزا کو جھٹلاتے ہو۔
۱۰۔حالانکہ تم پر یقیناً محافظ (مقرر) ہیں۔

۸۲:۸۔مَا شَاءَ: میں اس طرف اشارہ ہے کہ جیسی جیسی اور جب جب روحانی اور جسمانی ساخت کی ضرورت تھی وہ مہیا کی۔ دیکھو انسان کو کس طرح حرارت، برودت، رطوبت اور یبوست کی ضررت ہے۔ وہ ان چار خلطوں سے معتدل المزاج رہتا ہے۔ اگر ذرا بھی ان اخلاط میں افراط یا تفریط ہوتی ہے تو فوراً جزاو سزا ملنے لگ جاتی ہے۔

چار چیزے مخالف و سرکش چند روزے بوند باہم خوش
گر یکے زیں چہار شد غالب جانِ شریں بر آید از قالب

كِرَامًا كَاتِبِينَ ﴿١١﴾
يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ﴿١٢﴾ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿١٣﴾
وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ﴿١٤﴾ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ﴿١٥﴾

۱۱۔(کِراماً کاتبین:) معزز لکھنے والے (ملائکہ)۔
۱۲۔وہ تمہارے افعال کو جانتے ہیں۔
۱۳۔نیک لوگ یقیناً آرام میں ہوں گے،
۱۴۔اور بدکار یقیناً دوزخ میں جائیں گے،
۱۵۔جزاو سزا کے دن اس میں جھونکے جائیں گے۔

۸۲:۱۱۔ كِرَامًا كَاتِبِينَ: یہ اعمال کی حفاظت کرنے والے فرشتے ہیں۔ نامہ اعمال کے لکھے جانے اور اس کے محفوظ رہنے پر جن لوگوں کو استبعاد عقلی نظر آتا ہے وہ آج کل کے نو یجاد آلہ وغیرہ ہی کو دیکھ لیں کہ کس طرح ذرا ذرا سی حرکات بھی اس سے ظاہر ہونے لگتی ہے۔

آواز آرہی ہے فونو گراف سے ڈھونڈ و خدا کو دل سے نہ لاف و گزاف سے

وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ ﴿١٦﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿١٧﴾
ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿١٨﴾
يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا ۖ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ﴿١٩﴾

۱۶۔اور وہ (بچ کر) اس سے ہر گز غائب ہونے نہیں پائیں گے۔

۱۷۔کونسی بات تمہیں آگاہ کر سکتی تھی کہ جزا و سزا کا دن کیا ہے۔

۱۸۔پھر (ہم کہتے ہیں کہ) کونسی بات تمہیں آگاہ کر سکتی تھی کہ جزا و سزا کا دن کیا ہے۔

۱۹۔اس دن کوئی شخص کسی شخص کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گا اور ہر قسم کا فیصلہ اس دن بالکل اللہ کے اختیار میں ہو گا۔

۸۲:۱۶۔بِغَائِبِينَ: ۱۔ دوزخی دوزخ سے غائب نہ ہو سکیں گے گویا ہر وقت اس عذاب میں مبتلا رہیں گے؛ ۲۔ آخرت میں گو دوزخ کا ظہور کامل ہو گا لیکن اس سے پہلے قبر میں بلکہ اس سے بھی پہلے دنیا میں بھی وہ اس سے غائب نہ تھے۔ گویا جہنم کا آغاز اس دنیا ہی سے ہو جاتا ہے اور عذابِ قبر بھی برحق ہے۔